طرح کی شمشیر زنی جو خدا پر ایمان رکھنے والے جوان ہمت انسان کو کرنی چاہئے۔

معلوم نہیں ان اشعار میں کون سا جوش انگیز اثر تھا کہ ام وہب (زوجہ عبداللہ بن عمر) کے دل میں طوفانی تلاطم برپا ہوگیا، اور ایک عمود خیمہ ہاتھ میں لے کر میدان میں آگئی کہتی ہوئی: "**فداک ابی وامی قاتل ودف الطیبین ذریة محمد**" میرے ماں باپ تم پر نثار، پاک وپاکیزہ اولاد رسولؐ کی امداد میں کوتاہی نہ کرو، جنگ جاری رکھو۔

عبداللہ بن عمر کو اس ناگہانی صورت سے انتہائی تکلیف محسوس ہوئی۔ زوجہ کے پاس آکر چاہا کہ اسے حسینؑ کی طرف واپس پہنچا دیں، مگر عورت اپنی چادر عبداللہ کے ہاتھوں سے چھڑانے لگی، اور کہنے لگی کہ "میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی، جب تک تمہارے ساتھ مجھے بھی موت نہ آئے"۔

امام حسینؑ نے جو یہ دیکھا آواز دی "اے مومنہ واپس چلی آ۔ عورتوں کو جہاد کا حکم نہیں۔" امامؑ کے حکم نے مجبور کیا اور وہ مومنہ خیمہ میں واپس آگئی۔

لیکن اب وہ وقت آیا ہے کہ عبداللہ بن عمر لڑ بھڑ کر شہید ہوگئے۔ اس وقت ان کی زوجہ ام وہب پھر بے تحاشا میدان میں آگئی اور شوہر کے سرہانے بیٹھ کر خاک وخون سر سے پاک کرنے لگی، اور کہہ رہی تھی کہ:

"**هنيأ لک الجنة**" "بہشت کی مبارکباد قبول کرو"

شمر بن ذی الجوشن نے اپنے غلام رستم کو اشارہ کیا کہ گرز اس کے سر پر مار دے۔ اس نے گرز لگایا۔ اور وہ باوفا عورت اسی جگہ شوہر کے سامنے ہی تمام ہوگئی۔

یہ واقعہ کربلا کے سلسلہ کی ان وارداتوں میں سے ہے جس پر تاریخ ہمیشہ خجالت سے سر جھکا لیا کرے گی۔ اور انسانیت کی پیشانی عرق انفعال سے تر ہوگی۔

(ماخوذ از ماہنامہ "شیعہ" لاہور، محرم نمبر)

نوحہ

اشرف العلماء مولانا سید ابوالحسن صاحب قبلہ واعظ آجتہادی

رخصت کے لئے خیمے میں آئے ہیں جو اکبرؑ، کہرام ہے برپا
حلقہ میں لیا بی بیوں نے چاند کو آکر، کہرام ہے برپا
للہ ترس کھاؤ غریبی پہ ہماری، زینبؑ یہ پکاری
مرنے کو جوانی میں نہ جاؤ علی اکبرؑ، کہرام ہے برپا
یہ اہل حرم کہتے ہیں اے لال نہ جاؤ، دل کو نہ دکھاؤ
واپس نہیں آتا کوئی میدان سے جاکر، کہرام ہے برپا
شہؑ کہتے تھے مرنے کی اجازت تو نہ دوں گا، میں خود ہی لڑوں گا
پیری میں اٹھاؤں گا نہ یہ داغ جگر پر، کہرام ہے برپا
اکبرؑ نے کہا بعد چچا کے نہ جیوں گا، جاں دوں گا مروں گا
بس میرے سوا کون ہے اب شاہؑ کا یاور، کہرام ہے برپا
جب اذن وغا مل گیا بیٹے کو پدر سے، اکبرؑ چلے گھر سے
سب اہل حرم روتے ہوئے آئے ہیں در پر، کہرام ہے برپا
اٹھتا بھی ہے گرتا بھی ہے ڈیوڑھی کا جو پردہ، ظاہر ہے یہ ہوتا
دامن سے لپٹ جاتے ہیں اکبرؑ کے سب آکر، کہرام ہے برپا
دیکھا شہ والاؑ نے بڑی یاس سے چہرہ، بینہ آنکھوں سے برسا
جاں دینے کو جب رن میں روانہ ہوئے اکبرؑ، کہرام ہے برپا
پھر سوئے فلک شہؑ نے کہا ہاتھ اٹھا کے، خلاق جہاں سے
مرنے کو چلا دشت میں ہم شکل پیمبرؐ، کہرام ہے برپا
مشتاق جو ہوتا تھا زیارت کو نبیؐ کی، تدبیر یہی تھی
بس دیکھ لیا کرتا تھا سوئے رخ اکبرؑ، کہرام ہے برپا
پھر شہؑ نے بن سعد سے فرمایا یہ مڑکر، مٹ یونہی بد اختر
جس طرح مری نسل مٹائی ہے ستمگر، کہرام ہے برپا
شبیرؑ نے اکبرؑ سے کہا اے مرے پیارے، ہے سامنا رن سے
مڑمڑ کے مجھے دیکھتے جانا مرے دلبر، کہرام ہے برپا
آگے جو بڑھا رن میں یہ زینبؑ کا پیارا، غربت کا سہارا
شہؑ پیچھے چلے روتے ہوئے بادل مضطر، کہرام ہے برپا
فرماتے ہیں شہؑ پانی کہاں ہے مرے دلبر، لب تر کروں کیوں کر
دو اپنی زباں منہ میں مرے تشنہ ومضطر، کہرام ہے برپا
اکبرؑ دہن شہؑ میں زباں دے کے یہ بولے لب تر ہوں میرے کیوں
مجھ سے بھی سوا خشک ہے حلق شہؑ مضطر، کہرام ہے برپا

